فن حدیث میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کی خدمات کا جائزہ

A critical survey of Maulana Abdur Rahman Mubarak Puri's contribution to the Hadith

محمد شاہد *
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر **

Abstract:

Sūnan-ul-Tirmizi is an encyclopedia of Ahādith-ul-Ahkām. Imam Tirmizi is the Mohadith who divided hadiths into Sahih and Zaeef for the first time. He accepts or rejects a hadith on the base of Taāmul-e-Ummah. He is only the Mohadith who established the terminology of "Filbāb" in which he gives the words of hadith from a Sahabi and mentions the names of all other sahabies who are rawi of the same hadith.

There are many sharh of Tirmizi written by Muhadiseen. Among them Tuhfat ul Ahwazi is famously written by Molana Abdul Rahman Mubarakpuri. He explores the terminologies of Sonan-e-Tirmizi. He discussed uloom ul hadith, books of hadith, Shoroh-ul-hadith, Asma-ul-rejal and ilm ul ansab etc. He mentions tafsiri aqwal, fiqhi problems and usool-e-hadith. He also solved the Tasaholat-e-Tirmizi in validity (sihat) and unvalidity (zouf). He is the first mohadith who tried to find the words of hadith from other sahabies whose names are given in "Filbab". He did it but could not find the words of 87 ahadith for which he used the term "Lam aqif alaih" and 417 ahadith for which he used the term "Le Yonzar man akhraja haza ul hadith". This thing makes it distinct from other shoroh of Sūnan-e-Tirmizi.

He depends on the usool-e-hadith of forefather Muhadiseen and he did not establish his own usool hadith..

جماعت محدثین میں امام ترمذیؒ کی حیثیت چند امور کے لحاظ سے زیادہ نمایاں ہے ان میں ایک تو یہ کہ انہوں نے پہلی مرتبہ روایات پر صحت وضعف کا حکم لگایا ہے۔اس کے لیے وہ أصح شيء في هذا

---

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا.
** چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا ۔

الباب، شيء في هذا الباب هذا حديث حسن صحيح، هذا حديث صحيح، هو أحسن حديث، هذا حديث حسن، هذا حديث جيد، هذا حديث ضعيف، هذا حديث غريب، هذا حديث حسن غريب، هذا حديث مرسل، هذا حديث فيه اضطراب، هذا حديث مضطرب، هذا حديث غير صحيح، هذا حديث غير محفوظ وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

دوسرے انہوں نے اپنی کتاب میں احادیث بالاحکام کا التزام کیا ہے جو امت میں معمول بہ تھیں اپنے اس منہج کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ میری اس کتاب میں صرف دو کے علاوہ تمام احادیث معمول بہ ہیں پھر ان کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ پہلی حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو بغیر خوف وبارش کے جمع فرمایا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شارب خمر کو کوڑے مارو اور اگر چوتھی مرتبہ بھی ایسا کرے تو اسے قتل کر دو[1] امام ترمذیؒ احادیث کی صحت وضعف کے بیان کرتے ہوئے یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان پر تعامل امت ہے یا نہیں۔

تیسرے یہ کہ قبولیت وعدم قبولیت حدیث میں تعامل امت کو مدار بناتے ہیں۔ ایک ضعیف روایت پر اگر تعامل امت ثابت ہو اس کو ایسی صحیح روایت پر ترجیح دیتے ہیں جس پر تعامل امت نہ ہو۔

چوتھے یہ کہ سنن الترمذی میں کسی ایک مسئلہ پر کئی روایات لاتے ہیں۔ ان میں جب متعدد اسناد سے ایک روایت مروی ہو تو اس کو ایک سند سے بیان کر کے وہی روایت جن باقی صحابہ سے مروی ہے ان کا نام "في الباب" اعنوان قائم کر کے ذکر کر دیتے ہیں امام ترمذیؒ نے "وفي الباب" کا انداز شاید اس وجہ سے اپنایا ہے کہ انہوں نے اپنے دور کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے تفصیل کی ضرورت کو محسوس نہ کیا ہو لیکن بعد کے دور میں "وفی الباب" کی روایات کی تخریج کی ضرورت کو شارحین حدیث نے محسوس کیا اور اپنی کتب میں کہیں کہیں ان روایات کو ذکر کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ پہلے عظیم محدث ہیں جنہوں نے سنن الترمذی کی شرح اور رواۃ کی بحث کے ساتھ ساتھ "في الباب" میں مذکور صحابہؓ کی روایات کی تخریج کی ہے۔ لیکن سنن الترمذی کی "وفی الباب" کی تقریبا4000 روایات میں 87روایات ایسی ہیں جن کے بارے میں شیخؒ نے "لم اقف عليه" کا قول کیا ہے اور 417روایات ایسی ہیں جن کے بارے میں شیخؒ کا قول "لينظر من اخرج هذا الحديث" کا ہے۔

شیخ ولادت سے طفولیت تک:

آپکا نام محمد عبدالرحمٰن بن العلامۃ الحافظ الحاج الشیخ عبدالرحیم بن الحاج الشیخ بھادر المبارکپوری ہے[2] آپ اعظم گڑھ کے علاقے مبارک پور میں 1283ھ بمطابق 1865ء میں پیدا ہوئے[3]

تعلیم:

آپ نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا اور اردو اور فارسی کے کئی رسائل پڑھ لیے۔ پھر اپنے والد اور شہر کے دیگر علماء سے ادب، انشاء اور اخلاق کے موضوعات پر فارسی کتب پڑھیں۔ حتیٰ کہ اپنے ہم عصروں پر فوقیت حاصل کر لی۔ آپ نے علوم عربیہ، منطق، فلسفہ، ہیئت، فقہ اور اصول فقہ کئی علماء سے حاصل کیے[4] اور مولانا عبداللہ غازی پوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی میں الشیخ نذیر حسین الدھلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا[5] شیخؒ نے تحصیل علم میں کوئی کسر نہ چھوڑی حتیٰ کہ مال اور وقت میں بھی بخل نہیں کیا یہی وجہ ہے اپنے زمانے کے شیوخ سے ہر وہ علم حاصل کیا جو ان کے پاس موجود تھا۔

شیخؒ کا دور شباب:

آپ کے شیوخ میں سر فہرست الشیخ عبداللہ غازی پوریؒ ہیں جو مدرسہ چشمہ رحمت کے صدر مدرس تھے۔ آپ نے ان سے پانچ سال تک علم حاصل کیا۔ علوم عربیہ میں نحو، صرف، معانی اور ادب حاصل کیے۔ فنون عقلیہ میں منطق، فلسفہ، ہیئت، ہندسہ اور حساب اور علوم دینیہ شرعیہ میں حدیث، تفسیر، اصول حدیث اور اصول تفسیر حاصل کیے۔ اس کے بعد آپ الشیخ نذیر حسین الدھلویؒ کے ہاں پہنچے اور ان سے الجامع الصحیح للبخاری، الجامع الصحیح للمسلم، الجامع للترمذی، السنن لابی داود، السنن للنسائی کے اواخر، السنن لابن ماجہ کے اوائل، مشکوٰۃ المصابیح، بلوغ المرام، تفسیر جلالین، تفسیر البیضاوی، ھدایۃ کے اوائل اور شرح نخبۃ الفکر کا اکثر حصہ پڑھا۔ اس کے بعد آپ قاضی حسین بن محسن الانصاری الخزرجی الیمانی کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے پاس صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث مثلا موطا امام مالک، مسند الدارمی، مسند امام الشافعی، مسند امام احمد بن حنبل، الادب المفرد للبخاری، معجم الطبرانی الصغیر، اور سنن دارقطنی پڑھیں۔ شیخؒ نے آپ کو ان کتب کی اسناد کے ساتھ روایت کرنے کی اجازت دی جو ان کے مولفین تک متصل تھیں۔ اس کے علاوہ تمام کتب حدیث کی روایت کی اجازت دی۔ یہ ایسا فضل عظیم ہے جس تک بہت کم لوگ پہنچ سکے ہیں

۔آپ نے بڑے بڑے شیوخ سے تلمذ کیا جس کا طبعی نتیجہ نکلا کہ آپ نے تحصیل علم کے بعد اشاعت علم کی مسند سنبھالی اوراپنی عمر کا ایک تہائی حصہ تدریس وافادہ میں گزار دیا[6]۔

تدریس:

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے اپنے وطن جاکر دارالتعلیم کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا اوراس میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔اس کے بعد کئی سال تک مدرسہ بلرام پور(گونڈہ)میں تدریس کے بعد مدرسہ اللہ نگر(گونڈہ)میں کئی سال تک تدریس فرمائی۔پھر کچھ مدت تک مدرسہ سراج العلوم (کونڈوبونڈیھار)میں تدریس فرمائی۔بعد ازاں اپنے استاذ حافظ عبد اللہ غازی پوریؒ کے حکم پر مدرسہ احمدیہ آرہ(مدراس)میں کئی سال تک تدریس فرمائی۔پھر استاذ ہی کے حکم پر مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ گئے ۔یہاں کافی عرصہ تدریس کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ ترک کرکے تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے[7]۔

تلامذہ:

شاگردوں کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے علم حاصل کیااور ہر شہر میں اشاعت علم کے لیے پہنچے۔ ان شاگردوں میں الشیخ عبدالسلام المبارکپوری (مصنف سیرۃ البخاری)،ان کے بیٹے عبید اللہ الرحمانی(استاذ الحدیث مدرسہ الرحمانیہ دہلی)،الاستاذ محمد بن عبدالقادرالھلالی المراکشی،الشیخ عبداللہ النجدی القویعی المصری،رقیہ بنت العلامۃ الاستاذ خلیل بن محمد بن حسین بن محسن الانصاریؒ،مولانا الشیخ عبدالجبار الکھنڈیلوی الجیفوریؒ،الشیخ محمد اسحاق الآرویؒ صدر مدرس مدرسہ احمدیہ السلفیہ بدربھنگہ ،فاضل ادیب الشیخ عبدالرحمن النگرنھسوی،استاذ العربیہ مدرسہ الرحمانیہ اور دیگر لاتعداد شاگرد شامل ہیں[8]

مرض اوروفات:

آخر عمر میں شیخؒ کی بینائی چلی گئی۔آپ نے ثواب واجر کے لیے صبر کیا۔آپ کے اہل خانہ نے علاج کا اصرار کیالیکن آپ نے توکل کرتے ہوئے آخرت میں انعامات خداوندی کے حصول کو ترجیح دی ۔اس کے بعد آپ نے تحفۃ الاحوذی کی طبع کی تکمیل کے لیے دہلی کا سفر کیا۔وہاں آپ کے دوستوں نے آنکھوں کے علاج پر اصرار کیا۔کچھ عرصہ کے علاج سے آپ کی بینائی درست ہوگئی۔لیکن مشیت ایزدی

کے مطابق آپ ضعف قلب کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے جو روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک 1352ھ کا آدھا شعبان اور اکثر رمضان اس عارضہ میں گزر گیا تو آپ کو بخار ہو گیا یہاں تک کہ تقدیر کا فیصلہ قریب آن پہنچا اور آپ 16 شوال 1353ھ رات کی آخری تہائی میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا جنازہ مبارک پور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا[9]

تصانیف:

شیخؒ نے کئی مفید تصانیف کی ہیں۔ ان میں سے بعض سنت نبوی کے دفاع پر مشتمل ہیں جبکہ بعض ایسے مسائل پر ہیں جو ائمہ اربعہؒ کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔ ان کتب میں نادر بحثیں موجود ہیں اور ہر کتاب علوم و معارف کا خزانہ ہے۔ شیخؒ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

1. ابکار المنن فی تنقید آثار السنن:۔ یہ کتاب آثار السنن للشیخ ظہیر احسن النیموی پر نقد ہے۔ ابکار المنن سنن نبویہ کی حفاظت کی خاطر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے قاری کو بے اختیار اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ شیخؒ علوم الحدیث میں بحر بے کنار تھے، نقد رجال میں ذہبی زماں، علل الحدیث کی معرفت میں بخاری وقت اور بحث میں وقت کے ابن تیمیہ تھے[10] اس کتاب کو شیخؒ نے فقہی طرز کے ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ شیخؒ پہلے علامہ نیموی کا قول ذکر کرتے ہیں اور پھر "قلت" سے اس کا جواب دیتے ہیں۔
2. تحقیق الکلام فی وجوب القراء ۃ خلف الامام:۔ یہ کتاب اردو زبان میں دو بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔ شیخؒ نے پہلی جلد میں قائلین وجوب قراءۃ خلف الامام کے دلائل ذکر کیے ہیں اور دوسری جلد میں مخالفین کے دلائل ذکر کیے ہیں اور ان پر رد کیا ہے۔
3. خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون: یہ تصنیف اردو زبان میں ہے اور دو متوسط جلدوں پر مشتمل ہے اس میں ایک مقدمہ، دو ابواب اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں طاعون کے بارے میں چند تنقیح طلب امور کی وضاحت ہے۔ پہلی جلد میں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ طاعون سے بھاگنا ناجائز ہے اور دوسری جلد میں طاعون سے بھاگنے والوں کے تمام اعذار اور ان کے حیلوں بہانوں کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ خاتمہ میں رفع طاعون کے لیے قنوت پڑھنے اور دعا کرنے اور نہ کرنے میں مجوزین و مانعین کے دلائل ذکر فرمائے ہیں۔

4. المقالة الحسنى في سنية المصافحة باليد اليمنى: یہ رسالہ ایک مقدمہ اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں 13 روایات ذکر کی ہیں اور 8 علماء اور فقہاء کے اقوال ذکر کیے ہیں جبکہ دوسرے باب میں دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے والوں کی 8 دلیلوں کا جواب دیا گیا ہے۔
5. کتاب الجنائز:۔یہ کتاب ایک مقدمہ اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔جو محتضر، غسل میت، کفن، جنازہ کے ساتھ چلنے، نماز جنازہ، قبر و دفن، اہل میت کو کھانا بھیجنے، تعزیت، زیارت قبور اور ثواب رسانی کے بیان میں ہیں۔
6. نورالابصار فی اقامة الجمعة فی القری:۔یہ رسالہ جامع الآثار مصنفہ مولوی ظہیر احسنؒ کا جواب ہے اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں ظہیر احسنؒ کے ادلۃ ثمانیۃ کا جواب ہے اور دوسرے باب میں جمعہ فی القری کے دلائل پر علامہ نیمویؒ کے اعتراضات کا جواب ہے۔
7. تنویر الابصار فی تأیید نور الابصار:۔ اس رسالہ میں بھی علامہ نیموی کے رسالہ جامع الآثار کا جواب دیا گیا ہے۔
8. ضیاء الابصارفی رد تبصرة الانظار: اس رسالہ میں جمعہ فی القری پر علامہ نیمویؒ کے رسالہ تبصرۃ الانظار فی رد تنویر الابصار کا رد کیا گیا ہے۔
9. القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید:۔یہ رسالہ ایک مقدمہ، دوابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔مقدمہ میں 12 سوال ذکر کیے ہیں اوران کا جواب دیا ہے۔پہلے باب میں بارہ تکبیرات عیدین کے ثبوت میں 10 روایات ذکر کرتے ہیں۔اوران روایات پر وارد ہونے والے سوالوں کا جواب دیتے ہیں۔ دوسرے باب میں چھ تکبیرات عیدین کے بارے میں سوالات کا جواب دیے ہیں اور خاتمہ میں نماز عیدین کے متفرق مسائل سوالاً جواباً ذکر فرماتے ہیں۔
10. اعلام اهل الزمن من تبصره آثار السنن:۔ یہ آثار السنن کے جواب میں ایک اشتہار ہے جو بوجہ طوالت رسالہ کی شکل میں شائع ہوا۔اس میں آثار السنن کے مولف علامہ نیمویؒ کی اغلاط کا جواب دیا ہے جو انہوں نے قصداً کی ہیں۔

11. تنقید الدرة الغرة:- علامہ نیمویؒ نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے حوالے سے "الدرة الغرة فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرة" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ شیخ مبارک پوریؒ اسی کو ہدف تنقید بنایا ہے اور نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کو ہی مسلک راجح قرار دیا ہے۔ یہ رسالہ اردو زبان میں ہے لیکن نامکمل ہے[11]۔

12. الحق المبین فی سنیة المصافحة بالیمین:۔ یہ 9 صفحات پر مشتمل ایک غیر مطبوع رسالہ ہے۔ یہ " المجانسة فی المصافحه " میں اہل حدیث سے 39 سوالات کیے گئے ہیں کا جواب ہے[12]۔

13. الکلمة الحسنی فی تائید المقالة الحسنی:۔ یہ نامکمل مخطوط ہے[13]۔

14. رسالہ فی رکعة الوتر:- یہ اردو زبان میں مسئلہ وتر پر ایک مخطوط ہے جو "کشف الستر عن جلستی الوتر" کا رد ہے اور 74 صفحات پر مشتمل ہے۔

15. الدرر المکنون فی تأیید خیر الماعون :۔ یہ رسالہ خیر الماعون کی تائید ہے[14]۔

16. الوشاح الابریزی فی حکم الدواء الانکلیزی:۔ یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اور انگریزی دواوں کے استعمال کے متعلق ہے[15]۔

17. ارشاد البهائم الی منع خصاء البهائم:۔ یہ رسالہ جانوروں کو خصی نہ کرنے کے متعلق ہے۔

18. رسالہ فی رفع الیدین فی الدعا بعد صلوة المکتوبة:۔ یہ دعا بعد صلوة مکتوبة پر ایک نامکمل رسالہ ہے[16]۔

19. رسالہ فی مسائل العشر:۔ یہ مسائل عشر پر ایک نامکمل رسالہ ہے[17]۔

20. تنقید الجوهر النقی :۔ یہ رسالہ علامہ ماردینیؒ کا رد ہے۔ اس رسالہ کا ذکر شیخؒ نے القول السدید میں کیا ہے[18] یہ نامکمل رسالہ ہے[19]۔

21. شرح موطا:۔ شیخؒ نے موطا امام مالک کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا مگر زندگی نے ان کے ساتھ وفا نہ کی اور یہ کام ابتدائی مراحل میں ہی رہا[20]۔

22. مقدمہ تحفة الاحوذی:۔ شیخؒ آخری عمر میں مکفوف البصر ہو گئے جس کی وجہ سے مقدمہ کے بعض مباحث مکمل نہ کر سکے تا آنکہ آپ نے سفر آخرت اختیار کیا اس کے بعد آپ کے تلمیذ رشید مولانا عبد

الصمد حسین آبادی نے نامکمل مباحث کی تکمیل کیں لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شاگرد کا کام کہاں سے شروع ہے۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی 1358ھ /1939ء میں برقی پریس دہلی سے شائع ہوا[21]۔

مقدمہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کی اس تصنیف کو علوم و معارف کا خزانہ کہا جائے تو یہ بے جانہ ہوگا۔ یہ مقدمہ دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں 41 فصول ہیں۔ پہلی فصل میں مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ نے علم حدیث کی تعریف، اس کا موضوع اور علم حدیث کی کتب پر بحث کی ہے۔ دوسری فصل میں علم حدیث اور اہل حدیث کی فضیلت کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں تدوین حدیث کے متعلقات ہیں۔ چوتھی فصل میں کتابت حدیث پر بحث کی ہے اور کتابت حدیث کی تاریخ بیان کی ہے۔ پانچویں فصل میں احادیث نبویہ کی حجیت بیان کی ہے اور حجیت حدیث پر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔ چھٹی فصل میں اس کا بیان ہے کہ اسلام میں اکثر اہل علم عجمی ہیں جن میں صرف و نحو کے علماء، مفسرین ،اصول فقہ کے تمام علماء عجمی تھے۔ ساتویں فصل ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت کے بارے میں ہے ۔ جس میں مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ نے شاہ ولی اللہؒ کے بعد اپنے دور تک کے محدثین کا مختصر اتذکرہ کیا ہے۔ آٹھویں فصل میں اس کا بیان ہے کہ محدثین کا منہج مختلف اس وجہ سے ہے کہ ان کی اغراض مختلف تھیں۔ مثلاً کسی کی احادیث کی ترتیب صحابہ کی ترتیب پر ہے اور کسی کتاب میں ترتیب فقہی ہے۔ نویں فصل میں کتب حدیث کے طبقات کا بیان ہے جس میں شاہ ولی اللہؒ کی حجۃ اللہ البالغہ کے حوالہ سے پانچ طبقات کا تذکرہ ہے اور شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کا رسالہ العجالة النافعة میں چار طبقات کا تذکرہ ہے۔ دسویں فصل میں علم حدیث میں تصنیف شدہ کتب کی انواع کا ذکر ہے جس میں جوامع، مسانيد، معاجم، اجزاء، اربعينات لاحاديث، مستدركات، كتب العلل، كتب الاطراف شامل ہیں۔ گیارھویں فصل میں جوامع کا ذکر ہے۔ بارہویں فصل میں کتب السنن کا بیان ہے۔ تیرہویں فصل میں مسانید کا بیان ہے۔ چودھویں فصل میں مستخرجات اور مستدرکات کا تذکرہ ہے۔ پندرہویں فصل میں مسلسلات کا بیان ہے۔ سولہویں فصل میں معاجم کا بیان ہے۔ سترہویں فصل میں کتب امالی کا بیان ہے۔ اٹھارویں فصل میں الاجزاء کا بیان ہے ۔ انیسویں فصل میں اربعینات اور بیسویں فصل میں صحاح ستہ اور ان کے مولفین کے حالات زندگی ہیں ۔ اکیسویں فصل میں اس کا بیان ہے کہ تمام احادیث صحیحہ صحت میں برابر کا درجہ نہیں رکھتیں۔ بائیسویں

فصل ان کتب صحاح کے بارے میں ہے جو صحاح ستہ میں شامل نہیں جیسے صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابو عوانہ وغیرہ۔ تیئیسویں فصل ائمہ اربعہ کے حالات اوران کی طرف منسوب کتب کے بارے میں ہے جیسے مسند امام ابی حنیفہ، موطا امام مالک اوراس کی شروحات، مسند امام شافعی، مسند احمد بن حنبل۔ چوبیسویں فصل میں ائمہ حنفیہ کی کتب حدیث کے بارے میں ہے جیسے کتاب الآثار، شرح معانی الآثار۔ پچیسویں فصل صحاح ستہ کے اسماء الرجال کے بارے میں ہے۔ چھبیسویں فصل جرح وتعدیل و اسماء الرجال کے ائمہ اوران کتب کے مصنفین کے بارے میں ہے جن کا صاحب کشف الظنون نے تذکرہ کیاہے۔ ستائیسویں فصل علم اصول حدیث کے ذکر میں ہے جس میں شیخؒ نے اصول حدیث کی کتب کا تذکرہ کیاہے اوران کے مولفین کا تعارف بھی کرایاہے جن میں ابو نعیم اصفہانی، ابن الصلاح، قاضی عیاض، خطیب بغدادی شامل ہیں۔ اٹھائیسویں کتب غریب الحدیث کے بارے میں ہے۔ انتیسویں فصل میں مشہور شروح الحدیث کا بیان ہے جن میں شروح البخاری، شروح المسلم، شروح موطا امام مالک، شروح المصابیح شامل ہیں۔ تیسویں فصل ان کتب حدیث کے بارے میں ہے جو احکام پر مشتمل ہیں جن میں بلوغ المرام، البدر التمام، سبل السلام، فتح العلام، مسک الختام، منتقی الاخبار، الاحکام الکبری، الاحکام الوسطی، الاحکام الصغری اورالمنتقی فی الاحکام وغیرہ شامل ہیں ۔اکتیسویں فصل مختصرات فی الحدیث کی کتب کے بارے میں ہے ان میں مشارق الانوار النبویہ اوراس کی شروح شامل ہیں۔ بتیسویں فصل کتب تخریج الحدیث کے بارے میں ہے ان میں نصب الرایۃ، تخریج احادیث الھدایۃ اور تخریج احادیث احیاء العلوم، تلخیص الحبیر، تخریج الاربعین النوویۃ بالاسانید العالیۃ، نشر العبیر للسیوطی شامل ہیں۔ تینتیسویں فصل ان کتب حدیث پر مشتمل ہے جو احادیث موضوعہ پر لکھی گئی ہیں جن میں اللالی المصنوعہ للسیوطی، کتاب الموضوعات الکبری، تذکرۃ الموضوعات،، تذکرہ فی الاحادیث الموضوعۃ شامل ہیں ۔چونتیسویں فصل کتب احادیث الناسخہ والمنسوخہ کے بارے میں ہے ان میں شیخؒ نے اخبار اھل الرسوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ، عدۃ المنسوخ لابن الجوزی، افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ لصدیق بن حسن قنوجی اور کتاب الاعتبار للحازمی کا تعارف کرایاہے۔ پینتیسویں فصل ان احادیث کی تلفیق وتوفیق کے بارے میں ہے جن میں بظاہر تناقض ہے۔ چھتیسویں فصل ان کتب کے بارے میں ہے جو انساب ورجال اہل حدیث پر ہیں ۔ سینتیسویں فصل ان کتب کے تذکرہ میں ہے جو وفیات محدثین پر لکھی گئی ہیں۔ اڑتیسویں فصل ان کتب

کے بارے میں ہے جو اسماء صحابہ کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ انتالیسویں فصل ان کتب کے بارے میں ہے جو المختلف والموتلف، المتفق والمفترق، المشتبہ من الاسماء والالقاب والانساب وغیرھا پر لکھی گئی ہیں جن میں سے شیخؒ نے کتاب الموتلف والمختلف لابن الترکمانی، کتاب الموتلف والمختلف للحضرمی، کتاب الموتلف والمختلف للعسکری، کتاب الموتلف والمختلف للمعاوی الابیوروی، المتفق والمفترق للخطیب اور تلخیص المتشابہ کا تعارف کرایا ہے۔ چالیسویں فصل احناف وغیرہ کے احادیث صحیحہ کو رد کرنے کے اصول اوران پر کلام کے بارے میں ہے۔ اکتالیسویں فصل ان کتب حدیث میں جو قلمی اور نادر ہیں اس میں شیخؒ نے 36 کتب کا تذکرہ کیا ہے صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور کتاب العلل شامل ہیں۔

دوسرا باب 17 فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں امام ترمذی کے حالات ہیں اور ترمذی کی نسبت سے مشہور تین ائمہ حدیث کا تعارف کرایا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام ترمذیؒ جلیل القدر محدث ہونے کے باوجود احادیث کی تصحیح و تحسین میں متساہل تھے۔ دوسری فصل جامع الترمذی کے فضائل و محاسن پر ہے اس فصل میں شیخؒ نے سنن الترمذی کے محاسن وفضائل پر محدثین کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ تیسری فصل جامع الترمذی کے 6 رواۃ کے بارے میں ہے۔ چوتھی فصل ترمذی کے شرط کے بیان میں ہے۔ پانچویں فصل جامع الترمذی کے رتبہ کے بیان میں ہے کہ صحاح ستہ میں اس کا کیا مقام ہے شیخؒ کے ہاں جامع الترمذی کا مقام سنن ابی داود اور نسائی سے بلند ہے۔ چھٹی فصل اس بیان میں ہے کہ ترمذی میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے (یہ شیخؒ کی تحقیق ہے)۔ ساتویں فصل اس بیان میں ہے کہ جامع الترمذی کی تمام احادیث معمول بہاہیں یا ان میں سے بعض غیر معمول بہا بھی ہیں (شیخؒ کی تحقیق کے مطابق جامع الترمذی کی تمام احادیث معمول بہاہیں) آٹھویں فصل کتاب سنن الترمذی کے نام کے بیان میں ہے کہ اس کا نام جامع الترمذی زیادہ مشہور ہے اور حاکم اور خطیب نے اس کو صحیح بھی کہا ہے۔ نویں فصل جامع الترمذی کی شروحات اوران کے مصنفین کے تراجم کے بارے میں ہے۔ ان میں شیخؒ نے عارضۃ الاحوذی، شرح ابن سید الناس، شرح زین الدین العراقی، شرح حافظ ابن ملقن اور عرف الشذی شامل ہیں۔ دسویں فصل امام ترمذیؒ کی اپنی جامع میں اختیار کردہ بعض عادات کے بیان میں ہے جن میں ترجمۃ الباب کا قائم نہ کرنا، اس کے تحت ایک یا دو احادیث ذکر کرنا، "فی الباب" میں باقی روایات کے رواۃ میں سے صحابہ کا نام ذکر کرنا اور تصحیح، تحسین اور غرابت وغیرہ کی

اصطلاحات شامل ہیں۔ گیارھویں فصل ان بعض الفاظ کی شرح کے بارے میں ہے جو امام ترمذیؒ نے تصحیح وتضعیف احادیث، جرح وتعدیل اور بیان مذہب کے بارے میں استعمال کیے ہیں جیسے حدیث حسن صحیح ، حدیث جید، ذاھب الحدیث، مقارب الحدیث، اسنادہ لیس بذاک وغیرہ۔ بارھویں فصل ان فقہاء حدیث کے حالات میں ہے جن کا امام ترمذیؒ نے ذکر کیا ہے اوران نقاد ائمہ حدیث کا تذکرہ کیا ہے جن کا نام ترمذی نے جرح وتعدیل اور علل الحدیث میں ذکر کیا ہے ان میں امام احمد بن حنبل، ابراھیم نخعی ، اسحاق بن راھویہ اورایوب سختیانی وغیرہ شامل ہیں ۔ تیرھویں فصل میں ان ائمہ تفسیر کے حالات ہیں جو جامع الترمذی میں مذکور ہیں یہ مجاہد، قتادہ، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر، طاوس، عطاء حسن بصری، محمد بن کعب قرظی، رفیع بن مھران، زید بن اسلم اور مرۃ الطیب ہیں۔ چودھویں فصل میں بعض بڑے اور مشہور ائمہ لغت کے حالات مذکور ہیں جن میں اصمعی ، قاسم بن سلام ، معمر بن المثنی ، الصنعانی ، ابن قتیبہ ، فارابی اور ابن سیدہ شامل ہیں ۔ پندرھویں فصل میں ان مکرر احادیث وابواب کا تذکرہ ہے جو جامع الترمذی میں موجود ہیں۔ سولھویں فصل میں جامع الترمذی کے رواۃ کا باعتبار حروف تہجی ذکر ہے۔ سترھویں فصل میں ان بعض الفاظ کی توضیح وتشریح ہے جو مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ نے اپنی شرح تحفۃ الاحوذی میں استعمال کیے ہیں ۔ آخر میں خاتمۃ المقدمۃ کے عنوان کے تحت سنن الترمذی کے نسخہ احمدیہ میں واقع اغلاط کی تصحیح فرمائی ہے ہر مقام پر فائدہ کا عنوان قائم کیا ہے یہ کل 22 مقامات ہیں۔

مقدمہ کے آخر میں ترجمۃ المولف کے عنوان سے مولانا عبد السمیع مبارک پوری نے مولانا عبد الرحمن مبارک پوریؒ کے حالات، تالیفات، اساتذہ وتلامذہ کا ذکر ہے اور یہ 14 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ دار الکتاب العربی بیروت لبنان کے شائع کردہ مقدمۃ تحفۃ الاحوذی کے آخر میں ہے۔

23. تحفۃ الاحوذی:۔ تحفۃ الاحوذی کی آخری دو جلدیں آپ کے شاگردوں عبید اللہ مبارک پوریؒ اور عبد الصمد مبارک پوریؒ نے تصنیف کی ہیں۔ شیخ مبارکپوریؒ نے اپنی شرح میں جو منہج اختیار کیا ہے وہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے

1. پہلے سنن الترمذی کی روایت ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کی شرح کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں پوری شرح کا کوئی بھی مقام دیکھا جاسکتا ہے۔

2. جن الفاظ حدیث یا اسماء پر اعراب کی ضرورت ہوتی ہے ان کا اعراب ضبط کرتے ہیں جیسے حدَّثَنَا قُتيبةُ، عن مالكٍ ، وحدَّثَنَا الأنْصاريُّ إسْحاقُ بن موسى، قالَ: حدَّثَنا معْنٌ، قالَ: حدَّثنا مالكٌ، عن صَفوانَ بن سليم، عن سعيد بن سلمةَ من آل ابن الأزْرقِ، أنَّ الْمغيرةَ بن أَبي بردةَ وهو من بني عبد الدَّار أَخبره، أنَّه سمع أَبا هريرةَ، يقولُ: سأَلَ رجلٌ رسولَ اللهِ صلَّى اللَّه عليه وسلَّم، فقالَ: يا رسولَ الله، إنَّا نركبُ البحرَ، ونحملُ معنا القليلَ من الْماء، فإنْ توضَّأْنَا به عطشْنا، أَفَنتوضَّأُ من الْبحرِ؟ فقالَ رسولُ الله صلَّى اللَّه عليه وسلَّم: هو الطَّهور ماؤُه، الحلُّ ميتته[22]۔ اب اس روایت کی سند میں موجود راوی صفوان بن سلَیم میں سلیم کا اعراب ضبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں بضم السين وفتح اللام اور الطھور کا اعراب بفتح الطاء کے ساتھ ضبط کرتے ہیں[23]۔

3. سند میں مذکور رواۃ کا تعارف کراتے ہیں اور علماء اسماء الرجال کا رواۃ پر حکم ذکر کرتے ہیں مثلا سنن الترمذی کی پہلی روایت میں راوی قتیبہ، ابوعوانہ اور سماک کا یوں تعارف کراتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید الثقفی ان کا مولی ابور جاء ہے اور قتیبہ خراسان کے محدث ہیں جو149ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مالک، لیث، ابن لھیعہ، شریک، ان کے طبقہ سے سماع کیا ہے اوران سے ابن ماجہ کے سوا ایک جماعت نے سماع کیا ہے۔ آپ ثقہ، عالم، صاحب حدیث اور حدیث کی خاطر سفر کرنے والے تھے۔ ان کو ابن معین اور نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے اوران کی وفات 240ھ میں ہوئی۔

اسی طرح ابوعوانہ کا تعارف کراتے ہیں کہ ان کا نام وضاح بن عبداللہ الیشکری الواسطی البزار ہے آپ نے قتادہ، ابن المنکدر اور کثیر محدثین سے سماع کیا ہے اورآپ سے قتیبہ، مسدد اور خلق کثیر نے روایت کیا ہے آپ ثقہ اور ثبت ہیں اورآپ کی وفات 176ھ میں ہوئی۔

سماک بن حرب بن اوس بن خالد الذھلی البکری الکوفی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ صدوق ہیں لیکن خاص طور پر ان کی عکرمہ سے روایت مضطرب ہے اور ان کا آخر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور بسا اوقات ان کو تلقین کی جاتی تھی[24]۔

4. شیخؒ اپنی کتاب میں حدیث کے قابل وضاحت الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں مثلا سنن الترمذی کی روایت میں موجود ایک جملہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں فَلَا تُخْفِروا اللَّهَ في ذمَّته قَالَ في النِّهاية خَفَرْت

الرَّجل أَجرته وحفظْته وأَخفرت الرَّجل إِذا نقضت عهده وذمامه والهمزة فيه للإِزالة أَي أَزلت خفارته كأَشكيته إِذا أَزلت [25]۔

5. حدیث کے شواہد ذکر کرتے ہیں اور ترمذی کے "فی الباب" میں موجود اسماء صحابہ کی روایات کے الفاظ ذکر کرتے ہیں اوران روایات کے رواۃ پر بھی فن اسماء الرجال کے علماء کے اقوال ذکر کرتے ہیں [26]۔

6. شیخؒ احادیث کی تشریح وتوضیح میں وہ اقوال ذکر کرتے ہیں جو فقہاء محدثین اور سلف صالح کے ہاں معتبر ہوں احتمالی اور ناپسندیدہ اقوال کے ذکر سے گریز کیا ہے [27]۔

7. امام ترمذیؒ کی "فی الباب" کی روایات کے علاوہ اگر کوئی روایت حدیث الباب کے موافق ہو اس کو بھی ذکر کرتے ہیں [28]۔

8. امام ترمذیؒ نے حدیث باب سے ملتی جلتی روایات کو "فی الباب" میں ذکر کیا ہے ایسی روایات جن کو "فی الباب" کے تحت درج کیا جا سکتا ہو ان روایات پر اگر مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ مطلع ہوں تو اس کو "فی الباب" کے تحت یوں درج فرماتے ہیں وفی الباب عن فلان وفلان ایضا اور اس کے بعد اس کی تخریج بھی کرتے ہیں [29]۔

9. علماء کے مذاہب کے بیان میں امام ترمذیؒ چند فقہاء پر اکتفا کرتے ہیں۔ مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ اختلاف کے بیان میں وسعت کرتے ہوئے ان علماء کے اقوال کو بھی ذکر کرتے ہیں جن کا امام ترمذیؒ نے ذکر نہیں کیا [30]۔

10. امام ترمذیؒ کا تصحیح وتحسین حدیث میں تساہل مشہور ہے اس لیے مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ امام ترمذیؒ کی تصحیح وتحسین کے عقب میں امام ترمذیؒ کے علاوہ کئی اہل حدیث کی تصحیح وتحسین ذکر کرتے ہیں تاکہ اطمینان قلب وانشراح صدر ہو [31]۔

11. مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ نے ایسے مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں امام ترمذیؒ سے احادیث کی تصحیح وتحسین میں تساہل وتسامح ہوا ہے۔

12. امام ترمذیؒ اکثر مقامات پر اہل علم کا اختلاف تو ذکر فرماتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو راجح قرار نہیں دیتے۔ ایسے مقامات پر مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ راجح مرجوح کو واضح کرتے ہیں [32]۔

13. امام ترمذیؒ فقہاء کے اقوال و مذاہب ذکر کرتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے دلائل نہیں دیتے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ ان مذاہب کے دلائل ذکر کرتے ہیں جن کو امام ترمذیؒ نے بیان نہیں کیا ۔پھر احادیث وآثار کی روشنی میں جو قول راجح ہو اس کو ترجیح اور مرجوح قول کی تردید کرتے ہیں اور ترجیح اقوال میں انتہاء درجہ کی احتیاط برتتے ہیں [33]۔

14. امام ترمذیؒ علماء کے مذاہب کے بیان میں قوم کا لفظ استعمال کرتے ہیں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ وضاحت کرتے ہیں کہ لفظ قوم سے امام ترمذیؒ کی کیا مراد ہے [34]۔

15. شیخؒ کے مطابق علماء کے مذہب کو نقل کرنے میں امام ترمذیؒ سے تساھل ہوا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے ان مقامات کو واضح کیا ہے اور امام ترمذیؒ کے تساھل پر تنبیہ کی ہے [35]۔

16. مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ پہلے امام ترمذیؒ کی تصحیح و تحسین ذکر کرتے ہیں پھر تحقیق کے بعد امام ترمذیؒ کی موافقت یا مخالفت کرتے ہیں [36]

17. حدیث کی شرح اور اس کے متعلقات کو اپنے قول "قولہ کذا" کے ساتھ کرتے ہیں۔

18. علماء کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں اور اگر آپ کا کسی ایک جانب میلان ہو تو اس کو اپنے قول "والظاھر کذا" یا "یوید ھذا القول کذا" سے ذکر کرتے ہیں۔ ایسے اقوال جن کو صحیح نہیں سمجھتے ان کو صیغہ تضعیف "وقیل کذا" سے ذکر کرتے ہیں یا پھر اس ضعیف قول کا آخر میں ذکر کرتے ہیں [37] مثلاً **إِنَّ الصَّدَقَةَ لاَ تَحِلُّ لَنَا، وَإِنَّ مَوَالِي القَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِم** [38] اس روایت کے بارے فرماتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، آپؐ کی آل اور آل بنی ہاشم کے موالیَ پر صدقہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اگرچہ یہ مزدوری کے عوض لیا جائے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ، امام ابو حنیفہؒ اور بعض مالکیہ جیسے ابن ماجشونؒ کا یہی قول ہے ۔جبکہ شافعیہ کے نزدیک یہ صحیح ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ان کے لیے جائز ہے کیونکہ وہ حقیقت میں ان میں سے نہیں ہیں اور اسی طرح ان کو خمس الخمس میں سے نہیں دیا جاتا۔ منشاء اختلاف یہ ہے کہ ان کا قول منھم یا من انفسھم یہ تحریم صدقہ میں مساوات کو شامل ہے یا نہیں ۔جمہور کی حجت یہ ہے کہ یہ تمام احکام کو شامل نہیں ہے اس میں تحریم صدقہ کی کوئی دلیل نہیں ہے

البتہ یہ سبب صدقہ پر وارد ہوئی ہے۔ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سبب خارج نہیں ہو گا اگر چہ ان کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کو صرف اسی کے ساتھ خاص کیا جائے گا یا نہیں۔ (قلت) میں کہتا ہوں کہ ظاہر وہ ہے جس کی طرف امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ گئے ہیں واللہ تعالی اعلم[39]۔

19. اسنادی و متنی اشکالات کو حل کیا گیا ہے۔

20. علامہ نیمویؒ کی آثار السنن کی اس کتاب میں تردید کی گئی ہے۔

تحفۃ الاحوذی میں شیخ مبارک پوریؒ کے مصادر:۔

شیخ مبارکپوریؒ نے اپنی اس شرح میں سابقہ علماء کی کثیر مولفات سے استفادہ کیا ہے۔جن کا ہم مرحلہ وار تذکرہ کرتے ہیں۔

مصادر کتب التفاسیر:

1. تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر:۔ شیخؒ نے بہت سے مقامات پر ابن کثیرؒ سے رجوع کیا ہے اور ان کے کلام سے استشھاد کیا ہے اور شیخؒ نے ان کے قول کو دوسرے مفسرین کے اقوال پر مقدم کیا ہے۔ایسے 57 مقامات ہیں جہاں شیخؒ نے ابن کثیر کے قول کو ذکر کیا ہے مثال کے طور پر درج ذیل آیت کی تفسیر میں ابن کثیرؒ کا قول یوں ذکر کرتے ہیں قوله (يوم ندعو كل أناس بإمامهم) قال الحافظ بن كَثير في تفْسيره يخْبر تبارك وتعالَى عن يوم الْقيامة أنَّه يحاسب كُلَّ أُمَّة بإمامهم واختلفُوا في ذَلك فقال مُجاهدٌ وقتادةُ أَيْ نبيهم اور پھر اس قول کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں قلْت ويؤيد الْقولَ الْأَرجح حديثُ أَبِي هريرة هذَا فإنَّه نصٌّ صريحٌ فِي أَنَّ الْمراد بقوله بإمامهم كتَاب أَعْمالهم (فيعطى كتَابه) أَي كتَاب أَعْماله (ويمدُّ لَه في جسمه) أَي يوسَّع لَّه فيه (اللَّهمَّ أَخزه) بفتْحِ الْهمزة من الْإِخزاء بمعنى الْإِذْلَال والْإِهانة[40]

2. جامع البیان فی تفسیر آی القرآن للطبری:۔ شیخؒ بعض مقامات پر طبریؒ کا قول ذکر کرتے ہیں اور ایسے مقامات 111 کے قریب ہیں اور کبھی طبریؒ کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے "اختیار بن جریر، اختارہ ابن جریر، واختار ھذا ابن جریر، ھو اختیار بن جریر، کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔مثلا آیت وأَذَانٌ من اللَّه ورسوله إِلَى النَّاسِ يوم الْحجِ الْأَكْبرِ[41] میں الحج الاکبر سے کون سا دن مراد ہے یوم النحر یا یوم عرفہ۔تو پہلے قول کے بارے

میں فرماتے ہیں واختاره بن جرير وهو قول مالك والشافعي والجمهور اور دوسرے قول کے بارے میں فرماتے ہیں وقال آخرون منهم عمروبن عباس وطاؤس إنه يوم عرفة[42] اور پھر ابن جریر کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں والْأَوَّلُ أَرجح۔

3. تفسیر مفاتیح الغیب للرازی:۔ شیخؒ نے امام رازی کا تفسیری قول 14 مقامات پر ذکر کیا ہے اور کبھی امام رازیؒ کے قول کو ترجیح بھی دیتے ہیں مثلاً آیت جعلَا لَهُ شُرَكَاءَ فيما آتَاهُمَا[43] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا ظاہر آدم علیہ السلام کے شرک میں واقع ہونے میں صریح ہے حالانکہ انبیاء شرک سے معصوم ہیں توہر ایک نے اس کی مختلف تاویلات کی ہیں حتی کہ مفسرین کی ایک جماعت نے تو اس واقعہ کا انکار کیا ہے جن میں امام رازیؒ بھی شامل ہیں پھر شیخؒ فرماتے ہیں اقوی الاقوال اور اصح قول میرے نزدیک وہی ہے جس کو امام رازیؒ نے اختیار کیا ہے[44]

4. تفسیر خازن:۔ شیخؒ نے 34 مقامات پر خازن کے قول کو ذکر کیا ہے مثلاً آیت "اقم الصلوة لذكرى" میں لذکری کی تفسیر میں مختلف اقوال بیان کرنے کے بعد آخری قول ذکر کرتے ہیں: وَقِيلَ معناه إذا تركت صلاة ثم ذكرتها فأقمها پھر فرماتے ہیں كذا في الخازن.[45]

5. تفسیر بیضاوی:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں 16 مقامات پر علامہ بیضاوی کا قول ذکر کیا ہے۔

6. روح المعانی:۔ شیخؒ نے دو مقامات پر اس تفسیر کا حوالہ دیا ہے۔

مصادر کتب الحدیث وشروح الحدیث:

1. فتح الباری شرح صحیح البخاری:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 229 مقامات پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا قول وحوالہ ذکر کیا ہے جن میں 14 مقامات مقدمہ فتح الباری کے ہیں۔

2. شرح البخاری للکرمانی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 40 مقامات پر علامہ کرمانیؒ کا قول ذکر کیا۔

3. شرح مشکوۃ المصابیح لملا علی قاری:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 495 مقامات پر مرقاۃ کا حوالہ دیا ہے۔

4. عارضۃ الاحوذی لابن العربی المالکی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 206 مقامات پر ابن العربی کا قول ذکر کیا ہے اور عارضۃ الاحوذی کا حوالہ 17 مقامات پر دیا ہے۔

5. ارشاد الساری للقسطلانی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 290 مقامات پر قسطلانی کا قول ذکر کیا ہے لیکن عارضۃ الاحوذی کا صرف دو مقامات پر ذکر کیا ہے

6. قوت المغتذی:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں سنن الترمذی کی سیوطی کی شرح کا 85 مقامات پر حوالہ دیا ہے

7. المسوی للشاہ ولی اللہ:۔ شیخؒ نے 3 مقامات پر اس کتاب کا حوالہ دیا ہے

8. حُجَّة الله الْبَالِغَة:۔ کا شیخؒ نے 5 مقامات پر حوالہ دیا ہے

9. بذل المجهود:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں 9 مقامات پر اس شرح سے حوالہ لیا ہے۔

10. الطیب الشذی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 3 مقامات پر اس شرح سے صاحب کتاب کا قول ذکر کیا ہے۔

11. شرح الترمذی لابی الطیب السندی:۔ شیخؒ نے 36 مقامات پر اس شرح سے صاحب کتاب کا قول ذکر کیا ہے۔

12. اعلام الموقعین:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 15 مقامات پر اس کتاب سے علامہ ابن قیمؒ کا قول ذکر کیا ہے۔

13. غایۃ المقصود للعلامہ ابو الطیب:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں 6 مقامات پر اس کتاب سے مصنف کا قول ذکر کیا ہے،

14. شرح الترمذی لابن سید الناس:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں 38 مقامات پر ابن سید الناسؒ کا قول ان کی اس کتاب سے ذکر کیا ہے۔

15. شرح السنۃ للبغوی:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں 100 مقامات پر علامہ بغویؒ کا اسی کتاب کے حوالہ سے قول ذکر کیا ہے۔

16. التلخیص الحبیر:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں حافظ ابن حجرؒ کی اس کتاب کا 320 مقامات پر حوالہ دیا ہے۔

17. کتاب الامام:۔ شیخؒ نے ابن دقیق العیدؒ کا 70 مقامات پر قول ذکر کیا ہے لیکن صرف ایک مقام پر اس کتاب کے حوالہ سے قول ذکر کیا ہے۔

18. الترغیب للمنذری:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 165 مقامات پر حافظ منذریؒ کے اس کتاب کے حوالہ سے قول ذکر کیا ہے۔

19. الجوھر النقی:۔ شیخؒ نے اپنی کتاب میں 8 مقامات پر ابن ترکمانیؒ کا قول ذکر کرے ہیں۔
20. شرح الموطا للزرقانی:۔ شیخؒ نے 20 مقامات پر زرقانیؒ کا قول ذکر کیا ہے اور ایک جگہ شرح موطا کے حوالہ سے علامہ زرقانیؒ کا قول ذکر کیا ہے۔
21. العرف الشذی:۔ شیخؒ نے صاحب عرف الشذی کا قول 42 مقامات پر ذکر کیا ہے۔
22. اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق:۔ شیخؒ نے اس کتاب سے 92 مقامات پر مولانا عبد الحقؒ کے اقوال ذکر کیے ہیں۔
23. معالم السنن للخطابی:۔ شیخؒ نے خطابیؒ کا قول 300 مقامات پر ذکر کیا ہے۔ لیکن معالم السنن کے حوالہ سے 6 مقامات پر قول ذکر کیا ہے۔
24. کتاب الاعتبار للحازمی:۔ شیخؒ نے 50 مقامات پر حازمی کے قول کو ذکر کیا ہے جن میں سے 28 مقامات پر اسی کتاب کے حوالہ سے قول ہے۔
25. شرح بخاری لابن بطال:۔ شیخؒ نے 106 مقامات پر شرح صحیح البخاری لابن بطال کا حوالہ دیا ہے۔
26. الترغیب والترھیب للمنذری:۔ شیخؒ نے 290 مقامات پر علامہ منذریؒ کا قول نقل کیا ہے جن میں سے 100 مقامات پر الترغیب کا حوالہ دیا ہے
27. شرح المشکاۃ للطیبی:۔ شیخؒ نے الطیبیؒ کے اقوال 747 مقامات پر ذکر کیے ہیں لیکن تحفۃ الاحوذی میں صرف ایک مقام پر شرح مشکاۃ کا حوالہ دیا ہے۔
28. نصب الرایۃ:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں حافظ زیلعیؒ کے اقوال 159 مقامات پر ذکر کیے ہیں اور 119 مقامات پر نصب الرایۃ کا حوالہ دیا ہے۔
29. شرح مھذب للنووی:۔ شیخؒ نے علامہ نوویؒ کے 23 اقوال بحوالہ شرح مھذب ذکر کیے ہیں
30. مجمع الزوائد للھیثمی:۔ شیخؒ نے 18 مقامات پر علامہ ھیثمیؒ کے اقوال بحوالہ مجمع الزوائد نقل کیے ہیں۔
31. صحیح ابن خزیمہ:۔ شیخؒ نے 45 مقامات پر ابن خزیمہؒ کا قول بحوالہ صحیح نقل کیا ہے۔
32. المنتقی لابن تیمیہ:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں 137 مقامات پر المنتقی کا حوالہ دیا ہے۔

33. فتح القدیر:۔ شیخؒ نے ابن ہمامؒ کی اس کتاب کا 16 مقامات پر حوالہ دیا ہے۔
34. شرح الآثار للطحاوی:۔ شیخؒ نے 32 مقامات پر علامہ طحاویؒ کا قول ذکر کیا ہے۔
35. شرح الترمذی للعراقی:۔ شیخؒ نے 177 مقامات پر عراقیؒ کا قول ذکر کیا ہے جن میں سے 30 مقامات پر شرح الترمذی کا حوالہ دیا ہے
36. احیاء العلوم للغزالی:۔ شیخؒ نے امام غزالیؒ کا 11 مقامات پر قول ذکر کیا ہے اور ایک مقام پر احیاء العلوم کا حوالہ دیا ہے۔
37. الدرایۃ:۔ شیخؒ نے 47 مقامات پر حافظ ابن حجرؒ کا قول ذکر کیا ہے اور 66 مقامات پر الدرایۃ کا حوالہ دیا ہے

مصادر کتب علوم الحدیث والرجال:

1. تدریب الراوی للسیوطی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 9 مقامات پر تدریب الراوی کا حوالہ دیا ہے۔
2. مقدمہ ابن الصلاح:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 30 مقامات پر ابن الصلاحؒ کا حوالہ دیا ہے۔
3. تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف للحافظ المزی:۔ شیخؒ نے 21 مقامات پر حافظ المزیؒ کا قول ذکر کیا ہے اور تحفۃ الاحوذی میں 3 مقامات پر تحفۃ الاشراف کا حوالہ دیا ہے۔
4. النھایۃ فی غریب الاثر لابن الاثیر:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 600 سے زائد مقامات پر النھایۃ کا حوالہ دیا ہے۔
5. الطبقات الکبری لابن سعد:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 8 مقامات پر الطبقات کا حوالہ دیا ہے۔
6. الْأَزْهَارِ الْمُتَنَاثِرَةِ فِي الْأَخْبَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 18 مقامات پر علامہ سیوطیؒ کی اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔
7. التقریب:۔ شیخؒ نے التقریب لابن حجر کا 900 مقامات پر حوالہ دیا ہے۔
8. تہذیب التہذیب:۔ اس کتاب کا 400 مقامات پر حوالہ دیا ہے۔
9. تذکرۃ الحفاظ:۔ شیخؒ نے 25 مقامات پر اس سے صاحب کتاب کا قول ذکر کیا ہے۔

10. میزان الاعتدال:۔ شیخؒ نے 200 مقامات پر صاحب کتاب کا قول ذکر کیا ہے۔
11. شرح نخبۃ الفکر:۔ شیخؒ نے 4 مقامات پر حافظ ابن حجرؒ کا قول اس کتاب کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

مصادر کتب فقہ:

1. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 152 مقامات پر قرطبیؒ کا قول ذکر کیا ہے۔
2. الشرح الکبیر للرافعی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 28 مقامات پر رافعیؒ کا قول ذکر کیا ہے جبکہ ایک جگہ الشرح الکبیر کا نام بھی ذکر کرتے ہیں
3. نیل الاوطار للشوکانی:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 483 مقامات پر علامہ شوکانیؒ کا قول ذکر کیا ہے جن میں سے 400 مقامات پر نیل الاوطار کا حوالہ دیا ہے۔
4. شرح النووی علی صحیح مسلم:۔ شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں 1000 مقامات پر نوویؒ کا قول ذکر کیا ہے جبکہ 164 مقامات پر شرح نووی کا حوالہ دیا ہے۔
5. شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیرِ:۔ شیخؒ نے علامہ مناویؒ کی شرح کا 31 مقامات پر حوالہ دیا ہے۔
6. تُحْفَةِ الذَّاكِرِينَ:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں 6 مقامات پر علامہ شوکانیؒ کی اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔
7. الفوائد المجموعۃ:۔ شیخؒ نے اپنی شرح میں 5 مقامات پر علامہ شوکانیؒ کی اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔
8. المغنی لابن القدامۃ:۔ شیخؒ نے 18 مقامات پر ابن قدامۃؒ کے المغنی کے حوالہ سے قول ذکر کیا ہے۔

کتب اللغۃ:

1. القاموس:۔ شیخؒ نے 600 مقامات پر القاموس کا حوالہ دیا ہے۔
2. مجمع البحار للشیخ محمد طاھر:۔ شیخؒ نے 60 مقامات پر صاحب کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

فن حدیث میں مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے رجحانات:

امام بخاریؒ کی طرح مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ نے بھی اخذ ورد حدیث کے سلسلے میں اپنے اصولوں کا ذکر کہیں نہیں کیا بلکہ تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن کے مطالعہ کے بعد ہم نے ان کتب سے چند اصول اخذ کیے ہیں جو شیخؒ کے ہاں مستعمل ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو متقدمین محدثین کے ہاں مستعمل ہیں۔ جو

اصول متقدمین محدثین کے ہاں مستعمل ہیں ان کا حوالہ بھی ہم ذکر کریں گے۔ لیکن جو اصول ابکار المنن سے ہم نے اخذ کیے ہیں وہ ہمیں متقدمین محدثین سے نہیں مل سکے۔ ذیل میں ہم ان اصولوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اصول نمبر 1:

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں مرسل حدیث ضعیف ہے۔ یہ اصول شیخ تحفۃ الاحوذی (باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب) کے تحت موجود سلیمان التیمی کی روایت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں قُلْتُ الْحَدِيثُ الْمرسل وإِنْ كَانَ حجَّةً عنْدَ الْحَنَفيَّة لَكن الْمحقَّق أَنَّهُ لَيس بحجَّة كَما تقَرَّر في مقره فَحديثُ سلَيْمانَ التَّيمي الْمرسل لَيس بحجَّة بلْ هو ضعيف [46]

مراسیل صحابہ کے بارے میں شیخؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ایسی روایت موصول ہے چنانچہ (باب ما جاء ان الاقامۃ مثنی مثنی) کے تحت عبد اللہ بن زید کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں فَلَا علَّةَ للْحَديث لأَنَّهُ علَى الرواية عن عبد اللَّه بدُون توسيط الصَّحَابة مرسل عن الصَّحابة وهو في حكْم الْمسند [47] -

اگر مرسل روایت کے ساتھ شواہد مل جائیں تب بھی وہ صحت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ اس اصول کو شیخؒ (باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال) کے ذیل میں موجود روایت پر حکم لگاتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں وقَد اعتضد هذَا الْمرسل بحديث وائل وبحديث هُلْب الطَّائي الْمذْكُورِين فَالاستدْلَالُ به علَى وضْعِ الْيدين علَى الصَّدْر في الصَّلَاة صحيح [48] - یہ اصول متقدمین میں سے ابن الصلاح کے ہاں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے اعلَمْ أَنَّ حكْمَ الْمرسلِ حكْمُ الْحَديث الضَّعيف [49] -

اصول نمبر 2:

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں شاذ روایت ضعیف ہے۔ یہ اصول شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں (باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال) کے تحت ھلب کی روایت کے ذیل میں یوں بیان کیا ہے وجْهُ عدَم صحَّته أَنَّهُ يلْزَم منه أَنْ يكُونَ كُلُّ زيادة زادها ثقَةٌ ولَم يزدها جماعَةٌ من الثِّقات أَوْ لَمْ يزدها من هو أَوْثَقُ منه ولَيست منافيةً لأَصْلِ الْحَديث شاذَّةً غير مقْبولَة [50] - یہ اصول تدریب الراوی میں زرکشیؒ کے حوالہ سے ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے قَالَ الزَّرْكَشيُّ في مخْتَصره: ما ضعفُهُ لَا لعدَم اتِّصاله سبعَةٌ

أَصْنَاف، شرُّهَا: الْموضُوعُ، ثُمَّ الْمُدْرَجُ، ثُمَّ الْمقْلُوبُ، ثُمَّ الْمنكَرُ، ثُمَّ الشَّاذُّ، ثُمَّ الْمعلَّل، ثُمَّ الْمضْطَرَبُ. انْتَهى[51]۔

اصول نمبر3:

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں مضطرب روایت ضعیف ہے۔یہ اصول شیخؒ نے تحفۃ الاحوذی میں (باب ماجاء فی الرجل طلق امرءتہ البتۃ) میں حدیث رکانہ پر بحث کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے قُلْتُ حَدِيثُ رُكَانَةَ هَذَا ضَعِيفٌ مُضْطَرِبٌ[52]۔یہ اصول متقدمین کے ہاں مستعمل ہے۔یہ اصول مقدمہ ابن الصلاح میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے الاضْطِرَابُ مُوجِبٌ ضَعْفَ الْحَدِيثِ[53]۔

اصول نمبر4:۔

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں مدلس جب عن فلان سے روایت کرے تو اس کی روایت قابل حجت نہیں۔یہ اصول تحفۃ الاحوذی میں (باب ماجاء من الرخصۃ فی ذالک ای فی استقبال القبلۃ) کے تحت حدیث عبادۃ پر بحث کرتے ہوئے یوں بیان فرماتے ہیں حَدِيثُ عبادةَ مُحَمَّدُ بن إِسحاق بْنِ يسار وهو مُدَلِّسٌ قَالَ النَّوَوِيُّ لَيْس فيه إلا التَّدْلِيس قُلْتُ الْمُدَلِّسَ إِذَا قَالَ عَنْ فُلَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ عِنْدَ جَمِيعِ الْمحدِّثين مع أَنَّه كَذَّبَهُ مالِكٌ وضَعَّفَه أَحْمدُ وقَالَ لَا يَصِحُّ الْحَدِيثُ عَنْهُ وقَالَ أَبو زُرعَةَ الرَّازِيُّ لَا يَصِحُّ الْحَدِيثُ عَنْهُ وقَالَ أَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ لَا يَقْضَى لَهُ بِشَيْءٍ[54] یہ اصول تدریب الراوی میں زرکشی کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي مُخْتَصَرِه: ما ضعفه لا لعدم اتصاله سبعةُ أَصْنَاف، شرُّهَا: الْموضوعُ، ثُمَّ الْمُدْرَجُ، ثُمَّ الْمقْلُوبُ، ثُمَّ الْمنكَرُ، ثُمَّ الشَّاذُّ، ثُمَّ الْمعلَّلَ، ثُمَّ الْمضْطَرَبُ. انْتَهى.[55]۔

اصول نمبر5:

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں مجہول روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔یہ اصول تحفۃ الاحوذی میں (باب ماجاء فی سجود القرآن ای سجدۃ التلاوۃ) کے تحت حضرت ابو درداء کی روایت پر بحث میں ان الفاظ کے ساتھ ملتا ہے قلت ومع هذا فهو حَدِيثٌ ضَعِيفٌ فَإِنَّ فِي سَنَدِهِ عُمَرَ الدِّمَشْقِيَّ وَهُوَ مَجْهُولٌ كَمَا عَرَفْتَ[56] یہ اصول تحریر علوم الحدیث میں امام شافعیؒ کے حوالے سے اس طرح منقول ہے فإذا كان الحديث مجهولاً أو مرغوباً عمن حمله كان كما لم يأت؛ لأنه ليس بثابت[57]۔

اصول نمبر6:

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں صحت سند صحت متن کو مستلزم نہیں۔اس اصول کو شیخ تحفۃ الاحوذی میں (باب ماجاء ان الماء لاینجسہ شیئ) کے تحت حضرت ابوسعید خدری کی روایت پر بحث کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں **قلت سلفا أَنَّ إِسْنَادَهُ صَحِيحٌ لَكِنْ قَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ صِحَّةَ الْإِسْنَادِ لَا تَسْتَلْزِمُ صِحَّةَ الْمَتْنِ** [58] یہ اصول شرح قسطلانی میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے **لا يلزم من صحة الإسناد صحة المتن** [59]۔

اصول نمبر7:

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں حدیث ضعیف شواہد کے ملنے سے قوی ہو جاتی ہے۔یہ اصول ہمیں تحفۃ الاحوذی میں (باب ما جاء فی الفصاحۃ والبیان) کے تحت عبد الجبار بن عمر ایلی پر بحث کے دوران درج ذیل عبارت سے معلوم ہوا ہے فَالْحَدِيثُ ضَعِيفٌ لَكِنْ لَهُ شَوَاهِدُ ذَكَرَهَا الْمُنْذِرِيُّ فِي التَّرْغِيبِ [60] دوسرے مقام پر باب فی النضح بعد الوضوء میں حضرت ابو ھریرۃ کی روایت کے تحت فرماتے ہیں قُلْتُ فَحَدِيثُ الْبَابِ ضَعِيفٌ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ عَدِيدَةٌ مَجْمُوعُهَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ لَهُ أَصْلًا [61] یہ اصول ہمیں شرح قسطلانی میں باب حق اجابۃ الولیمۃ کے تحت ان الفاظ کے ساتھ ملا ہےوفيه عبد الملك بن حسين وهو ضعيف جدًّا وأحاديث أُخر ضعيفة، لكن مجموعها يدل على أن للحديث أصلاً وقد عمل بظاهر ذلك الحنابلة والشافعية [62]۔

اصول نمبر8:

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں کسی حدیث کی سند کا حسن ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث بھی حسن ہو۔یہ بات شیخ ابکار المنن میں باب التیمم کے تحت یوں بیان فرماتے ہیں ومن المعلوم ان حسن الاسناداو صحته لايستلزم حسن الحديث او صحته [63]۔

اصول نمبر9:

امام احمد کا کسی شخص کے بارے میں قول "روی مناکیر" اس شخص کے ضعف کو مستلزم نہیں۔ یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے

ان قول احمد فی رجل روی مناکیر لا یستلزم ضعفه[64]۔

اصول نمبر10:

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں کسی حدیث کے رواۃ ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہونے کی وجہ سے ضعیف ہو سکتے ہیں۔ یہ اصول ہمیں ابکار المنن سے باب ماجاء فی صلاۃ العشاء کے تحت شیخؒ کے اس قول سے ملاہےقلت وان کان رجاله ثقات لکنه ضعیف فان مداره علی جببیب بن ابی ثابت وهو مدلس [65]یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ بھی موجود ہے فلو سلم ان رجاله ثقات فلایلزم من کون رجاله ثقات صحته [66]۔

اصول نمبر11:۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کے ہاں سوء حفظ کا تدارک متابعات سے ہو سکتا ہے۔ یہ اصول ابکار المنن میں باب فی افراد الاقامۃ کے تحت ایک راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں بحث کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں فان مُحَمَّد بن اسحاق وان کان فی حفظه شئی لکنه لم یتفرد بهذا الحدیث بل تابعه یونس ومعمر وشعیب [67]۔

اصول نمبر12:

شیخؒ کے ہاں تدلیس کا تدارک متابعات سے ہو سکتا ہے۔ محمد بن اسحاق کا زہری سے روایت کرنا اس کا متابع یونس، معمر اور شعیب کا زہری سے روایت کرنا ہے۔ اس سے تدلیس کا احتمال ختم ہو جاتا ہے اس کو شیخؒ یوں بیان فرماتے ہیں رواہ یونس ومعمروشعیب وابن اسحاق عن الزهری ومتابعة هولاء لمحمد بن اسحاق عن الزهری ترفع احتمال التدلیس الذی یحتمله عنعنة ابن اسحاق [68]۔

اصول نمبر13:

ایک صحیح روایت کے راوی کسی دوسری روایت میں موجود ہوں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح ہو۔ شیخؒ اپنا یہ اصول ابکار المنن میں باب خروج النساء الی المساجد کے تحت یوں بیان فرماتے ہیں قلت لایلزم من کون رجاله رجال الصحیح صحته [69]۔

اصول نمبر14:

کسی روایت کو اگر شیخین نے اپنی کتب میں ذکر نہیں کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح نہ ہو۔ یہ اصول ابکار المنن میں باب الجھر بالتامین میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہےوقد تقرر انه لا یلزم من عدم التخریج الشیخین حدیثا عدم صحته [70]۔

اصول نمبر15،16:

بخاری کا کسی راوی کو اپنی کتاب التاریخ میں ذکر نہ کرنا اس کے ضعیف ہونے کو مستلزم نہیں۔اسی طرح ابن ابی حاتم کا کسی راوی کو ذکر نہ کرنا اس کے ضعف کو مستلزم نہیں ہے۔یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہیںقلت عدم اخراج الشیخین لراو لایستلزم ضعفه ،کذا عدم ذکر البخاری راویا فی تاریخه وکذا عدم ذکر ابن ابی حاتم لیس مستلزما للضعف [71]۔

اصول نمبر17:

مجمل کا بیان خبر واحد کے ذریعے ہو سکتا ہے۔یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے بیان المجمل یجوز بخبر الواحد [72]۔

اصول نمبر18:

بیان کی جگہ میں سکوت اس وقت بیان شمار ہو گا جب متنازع فیہ کا حکم کسی دوسری جگہ سے معلوم نہ ہو۔ اور اگر اس کا صریح حکم معلوم ہو جائے وہ موافق ہو یا مخالف تو اس وقت وہ سکوت بیان شمار نہیں ہو گا۔یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہےان اعتبار السکوت فی موضع البیان انما هو اذا لم یوجد حکم المتنازع فیه من موضع آخر واما اذا وجد حکمه صریحا موافقا او مخالفا فلا اعتبار له[73]۔

اصول نمبر19:

قول اور فعل نبوی ﷺ میں سے قول فعل پر صرف اس وقت مقدم ہو گا جب وہ فعل کے خلاف صریح دلالت کرتا ہو۔ یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے هذا اذا كان القول دالا صراحة على خلاف الفعل [74]۔

اصول نمبر20:

کسی حدیث کا غریب ہونا اس کی معلولیت یا ضعف کو مستلزم نہیں۔ یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے كون الحديث غريبا لا يستلزم معلوليته وضعفه [75]۔

اصول نمبر21:

ہیثمی کا قول رجالہ ثقات اس حدیث کی صحت پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ اصول ابکار المنن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہےاما قول الهيثمى رجاله ثقات فلا يدل على صحته [76]۔

"فی الباب" کی تخریج میں شیخؒ کا منہج:

شیخؒ "فی الباب" کی روایات کو مکمل الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اوراس کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں جس میں وہ روایت موجود ہوتی ہے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شیخؒ صرف کتاب کا نام بتلانے پر اکتفا کرتے ہیں اور الفاظ حدیث ذکر نہیں کرتے اور فرماتے ہیں "من شاء الوقوف فلیرجع الیہ" کبھی شیخؒ "لم اقف علیہ "کا قول فرماتے ہیں اور کبھی "لینظر من اخرج ھذا الحدیث "کا قول کرتے ہیں۔بسااوقات شیخؒ "فی الباب" کی روایت ذکر کرنے کے بعد اس کے رواۃ پر بھی بحث کرتے ہیں ۔اور کبھی "من شاء الاطلاع علیہ ،علیھا فلیرجع" کا قول بھی فرماتے ہیں۔کسی کسی مقام پر جلد اور صفحہ بھی دے دیتے ہیں۔

شیخؒ "وفی الباب" کی روایات کو مکمل الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اوراس کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں جس میں وہ روایت موجود ہوتی ہے۔ لیکن کبھی شیخؒ صرف کتاب کا نام بتلانے پر اکتفا کرتے ہیں اور الفاظ حدیث ذکر نہیں کرتے مثلا اگر وہ روایت بخاری میں موجود ہے تو صرف اتنا فرماتے ہیں اخرجہ البخاری۔ "فی الباب" کی تخریج میں شیخؒ نے 150 سے زائد مقامات پر اخرجہ البخاری کا قول فرمایاہے لیکن ان روایات کے

الفاظ ذکر نہیں فرمائے۔18 مقامات ایسے ہیں جہاں شیخؒ نے بخاری کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں۔ایسے مقام پر شیخؒ اخرجہ البخاری بلفظ کا قول فرماتے ہیں۔بسا اوقات شیخؒ "فی الباب" کی روایت ذکر کرنے کے بعد اس کے رواۃ پر بھی بحث کرتے ہیں۔

اگر "فی الباب" میں موجود صحابہ کی روایات کے علاوہ بھی اگر ایسے صحابہ ہوں جن کی روایات کو "فی الباب" کے تحت درج کیا جا سکتا ہو ایسے مقامات کی تعداد تحفۃ الاحوذی میں تقریبا ایک سو چار ہے۔ایسے مقام پر بعض اوقات شیخؒ "من شاء الوقوف فلیرجع الیہ "کا قول فرماتے ہیں۔مثلا ترمذی کی حدیث «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ» کے تحت فرماتے ہیں وَفِي الْبَابِ أَيْضًا أَحَادِيثُ أُخْرَى عَنْ غَيْرِ هَؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم أَجْمَعِينَ مَنْ شَاءَ الْوُقُوفَ عَلَيْهَا فَلْيَرْجِعْ إِلَى النَّيْلِ[77]۔

شیخؒ کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ "فی الباب" کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ دوسرے کئی صحابہ کی روایات کو "فی الباب" کے تحت درج کیا جا سکتا ہے۔جیسے باب ماجاء فی فضل الطھور میں فرماتے ہیں وَفِي الْبَابِ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَى الْمَذْكُورِينَ ذَكَرَ أَحَادِيثَهُمُ الْمُنْذِرِيُّ فِي التَّرْغِيبِ وَالْهَيْثَمِيُّ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ[78]۔

بعض اوقات حدیث کی صحت وضعف کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں اور دلیل کے لیے اس کتاب کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جس میں تفصیل موجود ہو۔جیسے ترمذی کی حدیث **«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ، فَتَوَضَّأَ»** کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ قائلین ناقض نصب الرایۃ اور الدرایۃ کی جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ تمام ضعیف ہیں اوران میں سے ایک روایت بھی استدلال کے قابل نہیں ہے اور پھر فرماتے ہیں مَنْ شَاءَ الْوُقُوفَ عَلَيْهَا وَعَلَى مَا فِيهَا مِنَ الْكَلَامِ فَلْيَرْجِعْ إِلَى هَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ[79]۔

شیخؒ کبھی حدیث کی تخریج کرتے ہوئے مکمل حدیث ذکر نہیں کرتے بلکہ اختصار فرماتے ہیں جیسے باب کراھیۃ الاستنجاء بالیمین کے ذیل میں "فی الباب" کی روایت کو یوں مختصر ذکر کرتے ہیں أَمَّا حَدِيثُ سَلْمَانَ فَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِلَفْظِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ[80]۔

بوقت ضرورت شیخؒ "فی الباب" میں موجود صحابہؓ کے اسماء کا اعراب بھی ضبط فرماتے ہیں اور صحابی کا تعارف بھی کراتے ہیں جیسے (بَاب مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وسَلَّم)كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ کے "فی الباب" میں فرماتے ہیں قَوْلُهُ(وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَاد) بِضَمِّ الْقَاف وَتَخْفِيف الرَّاء الْأَنْصَارِي صَحَابِيٌّ لَهُ حَدِيثٌ ويقال له بن الفاكه [81]۔

"فی البَاب" میں موجود صحابہ کی روایات کی تخریج کے بعد ان روایات کی اسناد میں موجود رواۃ کی صحت وضعف پر بھی بحث کرتے ہیں جیسے باب التسمیۃ عند الوضو کے تحت "فی الباب" میں موجود سھل بن سعد کی روایت میں موجود رواۃ پر یوں بحث فرماتے ہیں وأَمَّا حديث سهل بن سعد فأخرجه بن ماجه والطَّبرانيُّ وفيه عبدُ الْمهيمن بن عبَّاس بنِ سهلِ بن سعد و هو ضعيفٌ وتابعه أَخوه أُبيٌّ بن عبَّاس وهو مُختلفٌ فيه وأَمَّا حديثُ أَنسٍ فأَخرجه عبدُ الْملك بن حبيبٍ الْأَندلُسيُّ وعبدُ الْملك شديدُ الضَّعف [82]۔

احادیث "فی الباب" کی تخریج میں شیخؒ کا یہ انداز بھی ہے کہ روایت کی تخریج فرماتے ہوئے حدیث کے صرف وہ الفاظ ذکر کرتے ہیں جو ترمذی کی حدیث سے مختلف ہوں جیسے باب ماجاء فی المضمضۃ والاستنشاق کے تحت حضرت لقیط بن صبرۃ کی روایت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں وأَمَّا حديثُ لَقيطِ بْنِ صبرةَ فأَخرجه أَحْمدَ وأَهل السنن الأربع والشافعي وابن الجارود وبن خزيمة وابن حبَّانَ والْحَاكمُ والْبيهقيُّ وفيه وبالَغْ في الاستنشاق إِلَّا أَنْ تَكُونَ صائما وفي رواية من هذَا الْحديث إِذَا توضَّأْتَ فمضمضْ أَخرجَها أَبو داودَ وغيره [83]۔

کسی حدیث کی تخریج ہو چکی ہو تو اس کے بارے میں فرماتے ہیں تقدم تخریجہ جیسے باب فی المضمضۃ والاستنشاق من کف واحد کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں قَوْلُهُ (وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ عباس) تقدم تخريجه [84]۔

"فِي البَاب" میں موجود کسی صحابی سے اسی باب سے متعلق دیگر روایات کا حوالہ دیتے ہیں۔ جیسے باب الوضوء کے تحت حضرت عائشہ کی روایت کے الفاظ ذکر کرنے کے بعد حضرت عائشہ کی اسی باب سے متعلق دیگر روایات کا یوں حوالہ دیتے ہیں أَمَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ فَأَخْرَجَهُ الشَّيْخَان قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا

ورسولُ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم من إناء واحد من قدحٍ يقالُ له الْفرقُ ولها رواياتٌ أُخرى ففي بعضها كانَ يغتسل بخمس مكاكيك ويتوضَّأ بمكّوك وفي أُخرى يغسله الصَّاعُ ويوضئه الْمدُّ [85]۔

"فی الباب" میں کسی روایت پر بحث کو موخر کرنا ہو تو اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس پر آگے چل کر بحث ہو گی جیسے باب المسح علی الجوربین والنعلین کے تحت "فی الباب" میں موجود حضرت ابو موسی کی روایت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں وقوله (وفي الباب عن أبي موسى) وأخرجه بن ماجه والطَّحاويُّ وغيرهُما وسيأْتي الْكلَام على هذا الحديث [86]۔

"فی الباب" کی تخریج میں ایک مقام پر باب فی من یستیقظ ویری بللاولا یذکر احتلاما میں "فی الباب" کے تحت فرماتے ہیں کہ ان صحابہ سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ فرماتے ہیں قولُه (وفي الْباب عن عثْمانَ بن عفَّانَ وعليِّ بنِ أَبي طَالب والزُّبَير وطَلْحةَ وأَبي أَيُّوب وأَبي سعيد عنِ النَّبِيِّ صلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم قالَ الْماء من الْماء) لَمْ أَجدْ عندهم هذا الْحديث بهذا اللَّفْظ [87]۔

"فی الباب" کی روایات کی تخریج میں بعض اوقات شیخؒ اختصار سے کام لیتے ہوئے وغیرہ کا لفظ ذکر کرتے ہیں جیسے باب ماجاء فی المنی والمذی میں "فی الباب" کے تحت حضرت ابی بن کعب کی روایت کی یوں تخریج فرماتے ہیںوأما حديث أبي بن كعب فأخرجه ابن أَبي شيبةَ وغيره [88]۔

"فی الباب" کی کسی بھی روایت تخریج کے لیے "واماحدیث" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں مثلا ابو موسی کی روایت کی تخریج مقصود ہو تو یوں فرماتے ہیں "وأَمَّا حديثُ أَبي موسى فأَخرجه مسلمٌ وأَبو داود والنَّسائيُّ وأَبو عوانةَ"۔

"فی الباب" کی تخریج میں شیخؒ نے سنن الترمذی کو بہت اہمیت دی ہے اور فی االباب کی کئی ایسی روایات ہیں جن کے بارے میں فرمایا کہ "فی الباب" کی روایت سنن الترمذی میں ہی موجود ہے جیسے باب ما جاء فی وصف صلوۃ النبی ﷺ کے تحت حضرت فضل بن عباس کی روایت کی تخریج یوں فرماتے ہیں وأَمَّا حديثُ الْفضْل بن عبَّاس فأَخرجه التّرمذيُّ في باب ما جاء في التَّخشُّع في الصَّلَاة [89]۔

"فی الباب" کی روایت اگر مرفوع ہو تو اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسے باب "ما جاء ان الامام ضامن والموذن موتمن" کے تحت حضرت سھل بن سعد کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں وأَمَّا

حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَأَخرجه بن ماجه والْحَاكِم فِي الْمُستدرك عَنه مرفوعًا بِلَفْظِ الْإِمَامُ ضَامِنٌ فَإِنْ أَحْسَن فَلَهُ وَلَهُم وإِنْ أَسَاء فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِم [90]۔

بعض اوقات شیخؒ "فی الباب" کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے صرف کتاب کا نام ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور الفاظ آگے جا کر ذکر کرتے ہیں جیسے باب ماجاء فی اقامۃ الصفوف کے ذیل میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں وَأَمَّا حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَأَخرجه أَحْمَدُ وَغَيره وسيأتي لَفْظُهُ [91]۔

اگر "فی الباب" کی روایت کے ہم معنی روایت دوسری کتاب میں ہو تو اس کی نشاندہی کرتے ہوئے اخرج معناہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے باب "ما جاء فی الرجل یصلی مع الرجلین" میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں وَأَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ[92] اور بعض اوقات ایسے مقامات پر نحو کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے باب "ما جاء فی التکبیر عند الرکوع" کے تحت حضرت ابوھریرۃ کی روایت کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں فَأَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ نَحْوَ حَدِيثِ الْبَابِ [93]۔

اگر "فی الباب" کی روایت سے مختصر روایت یا اس سے مفصل روایت ہو تو اس کی نشاندہی بھی فرماتے ہیں جیسے باب ماجاء فی الرجل یصلی مع الرجلین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مُطَوَّلًا وَمُخْتَصَرًا [94]۔

"فی الباب" کی روایت کو اگر کئی محدثین نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے تو شیخؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں اخرجہ جماعۃ جیسے باب من احق الامامۃ کے ذیل میں حضرت مالک بن حویرث کی روایت کی تخریج یوں فرماتے ہیں وَأَمَّا حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ فَأَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ وَأَمَّا حَدِيثُ عَمْرٍو [95]۔

"فی الباب" کی تخریج کرتے ہوئے شیخؒ اسماء الرجال کی بحث بھی کرتے ہیں جیسے باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال میں فرماتے ہیں کہ صحابی کا نام سھل بن سھل کی بجائے سھل بن سعد ہے اور یہی درست ہے جیسے فرماتے ہیں قَوْلُهُ (وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ بن الحارث وبن عباس وبن مسعود وسهل بن سهل كَذَا وَقَعَ فِي النُّسْخَةِ الْأَحْمَدِيَّةِ سَهْلِ بْنِ سَهْلٍ) وَوَقَعَ فِي غَيْرِهَا مِنَ النُّسَخِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَالْأَوَّلُ غَلَطٌ [96]۔

خلاصہ کلام یہ کہ شیخؒ کی تصانیف سے ان کی تبحر علمی، تفقہ فی الحدیث اور ہر علم و فن میں دسترس جھلکتی ہے۔ "فی الباب" کی احادیث کی تخریج اوران روایات کی صحت وضعف پر بحث، کتب حدیث کا تعارف، صحت وضعف کی بحث، تفسیری مسائل کی بحث، فقہی مسائل کا حل اور ترجمۃ الباب کے تحت "فی الباب" کے علاوہ مزید روایات کا اندراج تحفۃ الاحوذی کی ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو سنن الترمذی کی باقی شروح سے ممتاز کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

1۔ الترمذی، محمد بن عیسی، السنن (ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی) 2/233، حدیث نمبر 69۔
2۔ مبارکپوری، عبدالرحمٰن، مقدمۃ تحفۃ الأحوذی (دار الکتاب العربی، بیروت۔ لبنان) ص 1۔
3۔ الحسینی، عبدالحي بن فخر الدین، الإعلام بمن فی تاریخ الهند من الأعلامالمسمي بنزهة الخواطر وبهجة المسامع والمناظر (دار ابن حزم۔ بیروت۔ لبنان۔ الطبعۃ الاولی، 1999ء) 8/1272۔
4۔ کحالۃ،، رضا، عمر بن رضا، معجم المؤلفین (دار إحیاء التراث العربي بیروت) 5/166۔
5۔ نزهة الخواطر 8/1272۔
6۔ العراقی، عبدالرشید، تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء (بیت الحکمت لاہور، 2004ء) ص 334۔
7۔ العراقی، عبدالرشید، چالیس علماء اہل حدیث، (نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور) ص 142۔
8۔ مقدمۃ تحفۃ الأحوذی، ص 5۔
9۔ چالیس علماء اہل حدیث، ص 148۔
10۔ مبارکپوری، عبدالرحمٰن، مقدمہ ابکار المنن (مارکیٹ محلہ جنگی پشاور، پاکستان) ص 3۔
11۔ بارکپوری، عبدالرحمٰن، مقالات محدث مبارک پوری (ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد، 2009ء) ص 50۔
12۔ مقالات محدث مبارک پوری، ص 50
13۔ مقدمۃ تحفۃ الاحوذی (دار الکتاب العربی، بیروت۔ لبنان) ص 11۔

---

14. مقالات محدث مبارک پوری، ص51۔
15. مقدمۃ تحفۃ الاحوذی، ص11
16. ایضاً
17. ایضاً
18. مبارکپوری، عبدالرحمٰن، القول السدید (مکتبہ السنۃ، الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی، سولجر بازار نمبر1، کراچی) ص55۔
19. مقدمۃ تحفۃ الاحوذی، ص11۔
20. ایضاً
21. چالیس علماء اہل حدیث، ص147
22. الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، (ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی) 1/21، حدیث نمبر64۔
23. مبارکپوری، عبدالرحمٰن، تحفۃ الأحوذی (دار الکتب العلمیۃ-بیروت) 1/187۔
24. تحفۃ الأحوذی 1/18۔
25. ایضاً 2/12۔
26. مقدمۃ تحفۃ الاحوذی، ص9۔
27. ایضاً
28. ایضاً
29. ایضاً
30. ایضاً
31. ایضاً
32. ایضاً
33. ایضاً
34. مقدمۃ تحفۃ الاحوذی، ص10۔
35. ایضاً

---

[36]- ایضاً

[37]- تحفۃ الأحوذی3/260۔

[38]- سنن الترمذی2/39،حدیث نمبر657

[39]- تحفۃ الأحوذی3/260۔

[40]- تحفۃ الأحوذی8/453۔

[41]- التوبۃ:3

[42]- تحفۃ الأحوذی8/385۔

[43]- الأعراف:190۔

[44]- تحفۃ الأحوذی8/366۔

[45]- ایضاً8/486۔

[46]- ایضاً3/29۔

[47]- ایضاً1/497۔

[48]- ایضاً2/81۔

[49]- ابن الصلاح ، عثمان بن عبد الرحمن (المتوفى: 643هـ)،مقدمة ابن الصلاح(دار الفكر- سوريا، دار الفكر المعاصر – بيروت، 1406هـ) ص 53۔

[50]- تحفة الأحوذي 82/2۔

[51]- السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر (المتوفى: 911هـ) تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، (دارطيبة) 348/1۔تحفة الأحوذي 288/4۔

[52]- تحفة الأحوذي 288/4۔

[53]- مقدمة ابن الصلاح ،ص: 94۔

[54]- تحفة الأحوذي 52/1۔

[55]- تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي ،348/1۔

[56]- تحفة الأحوذي 127/3۔

[57]- الجديع ، عبد الله بن يوسف ،تحرير علوم الحديث (مؤسسة الريان للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: الأولى، 1424 هـ) 999/2۔

[58]- تحفة الأحوذي 17/1۔

[59]- القسطلاني، أحمد بن محمد (المتوفى: 923ھ)، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري (المطبعة الكبرى الأميرية، مصر ،الطبعة: السابعة، 1323 ھ) 252/5۔

[60]- تحفة الأحوذي 121/8۔

[61]- ایضاً 139/1۔

[62]- شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 72/8۔

[63]- ابکار المنن 72/1۔

[64]- ایضاً 79/1۔

[65]- ایضاً 77/1۔

[66]- ایضاً 59/1۔

[67]- ایضاً 89/1۔

[68]- ایضاً 89/1۔

[69]- ایضاً 102/1۔

[70]- ایضاً 185/1۔

[71]- ایضاً 137/1۔

[72]- ایضاً 225/1 ۔

[73]- ایضاً 228/1۔

[74]- ایضاً 228/1۔

[75]- ایضاً 230/1۔

[76]- ایضاً 252/1۔

[77]- تحفة الأحوذي 123/1۔

[78]- ایضاً 30/1۔

[79]- ایضاً 243/1۔

[80]- ایضاً 65/1۔

[81]- ایضاً 79/1۔

[82]- ایضاً 1/95۔
[83]- ایضاً 1/98۔
[84]- ایضاً 1/104۔
[85]- ایضاً 1/154۔
[86]- ایضاً 1/278۔
[87]- ایضاً 1/311۔
[88]- ایضاً 1/314۔
[89]- ایضاً 2/429۔
[90]- ایضاً 1/524۔
[91]- ایضاً 2/15۔
[92]- ایضاً 2/25۔
[93]- ایضاً 2/86۔
[94]- ایضاً 2/25۔
[95]- ایضاً 2/30۔
[96]- ایضاً 2/73۔